آیئے ایک چراغ جلائیں

مسلمانانِ بہار کے نام قائد ملّی پارلیامنٹ کا ایک اہم

پیغام

بمناسبت

ملّی پارلیامنٹ مجوزّہ اجلاس پٹنہ

۱۹۹۴ء

شائع کردہ

صوبائی دفتر ملّی پارلیامنٹ بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اندھیرا جب خوفناک حد تک بڑھ جائے، تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے، جب دلدوز چیخوں اور ہنگامہ آہ و بکا کے زیر اثر انسانی ذہن ماؤف ہونے لگے تو ایسی صورت میں محض دل شکستہ نغمے گانے، خود کو حالات کے حوالے کر دینے یا اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے بجائے کرنے کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ایک چراغ روشن کیا جائے۔

بالخصوص جب روحانی دنیا کا اندھیرا اتنا سخت ہو گیا ہو کہ امت کی توجہ اصل اہداف سے یکسر ہٹ چکی ہو، جب دوست اور دشمن کی تمیز مٹ چکی ہو، جب آپس میں ٹکرانے، خود سے الجھنے اور اپنوں کی گردنوں تک اپنوں کی تلواریں پہنچنے کا منظر پیش آ رہا ہو اور جب بعینہٖ ایسا لگ رہا ہو گویا کوئی فوج رات کی تاریکی میں خود اپنے سپاہیوں کے قتل میں مبتلا ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں کوئی چراغ روشن کرنے کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے ——— اس حقیقت سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے کہ گذشتہ نصف صدی امت مکمل بے سمتی کا شکار رہی ہے۔ ہم نے یہ سوچنے کی ذرا بھی زحمت گوارا نہ کی کہ اس تاریکی میں منزل کی نشاندہی کیسے ممکن ہے، وہ کون سا لائحہ عمل ہو سکتا ہے جو اس زوال زدہ امت کو عروج کے راستے پر گامزن کر سکتا ہے، پھر جن راستوں کی نشاندہی کی گئی ان کے بارے میں خود ہمارے علماء و قائدین کے دل مطمئن نہ تھے، اس قول کی صداقت معلوم کرنی ہو تو گذشتہ نصف صدی کے دوران مسلم سیاست پر لکھی جانیوالی تحریریں دیکھ لیجیے اور ان قراردادوں اور مجالس کے احوال بھی پڑھ ڈالیے جو وقتاً فوقتاً مختلف انداز سے، مختلف دردمندانِ امت کی طرف سے منعقد ہوتی رہی ہیں حیرت ہوتی ہے کہ کتاب و سنت کے ابدی سرمائے کی موجودگی کے باوجود ہمارے علماء کرام ایک انقلابی سیاسی رویے کی تشکیل سے کیوں غافل رہے، وہ اپنی سیاسی تدبیر سازی میں تذلیل امت کے اس سانحہ عظمیٰ کو کیوں نہ دیکھ سکے جو بالآخر بابری مسجد کے انہدام کی شکل میں پیش آیا۔ میرے نزدیک تذلیل امت کے گراف کا اس تیزی سے اوپر اٹھنے کا سب سے بڑا سبب انقلابی رویے کی تشکیل سے روگردانی ہے۔ خواہ ایسے کرنے میں مصلحت اور بزدلی کو دخل رہا ہو یا غلطی تفہیم و تعبیر کی ہو ضرورت ہے کہ کتاب و سنت کے ابدی انقلابی ماخذ سے مومنانہ بصیرت کی شمع جلد از جلد روشن کر لی جائے۔

مابعد انہدام ہندوستان میں پہلی بار گویا امت کو یہ احساس ہوا کہ اس کا مستقبل اس ملک میں محفوظ نہیں ہے گویا نصف صدی تک جس لائحہ عمل پر امت کاربند رہی تھی اس میں یکسر ترمیم کی ضرورت محسوس ہوئی اور ہر جگہ اور ہر سطح پر نئے لائحہ عمل کی ترتیب و تشکیل کی ضرورت کا احساس بھی پیدا ہوا۔ لیکن افسوس کہ امت کی روایتی بزدل قیادت نے رفتہ رفتہ اسی سابقہ انداز سے امت کو تھپکیاں دے دے کر سلانے میں کامیابی حاصل کر لی، کمیٹیاں وجود میں آئیں، مشاورتیں منعقد ہوئیں۔ ملک گیر سطح کے دورے اور جلت کھپت سے گویا یہ احساس دلایا گیا کہ پرانی از کار رفتہ قیادت گویا اب بھی کوئی رول ادا کر سکتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ پھر وہی بے حسی اور جمود رفتہ رفتہ امت پر طاری ہوتا جا رہا ہے۔ طرفہ یہ کہ بعض جزوی سیاسی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے حالات کو واقعی تبدیلی سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ طوفان کا بظاہر اس طرح تھم جانا دراصل ایک بڑے خوفناک طوفان کی پیش گوئی ہے۔ موجودہ سیاسی الٹ پھیر نے گو کہ امت کو دم لینے کی مہلت ضرور دیدی ہے لیکن اگر اس لمحے سے فائدہ نہ اٹھایا گیا اور مستقبل کی منصوبہ بندی نہ کی گئی تو آنے والے طوفان کا مقابلہ مشکل ہو جائے گا۔

سابقہ سیاسی رَویّے کا احتساب

وقت آگیا ہے کہ امت مسلمہ اپنے سابقہ سیاسی رویّے کا ناقدانہ جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ ابتک مختلف سیکولر پارٹیوں کا ووٹ بینک بنکر اس نے کیا کھویا اور کیا پایا یہ بات آپکو خوب معلوم ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم سیاسی پارٹی آپکے لئے مخلص نہیں ہے پھر آخر کبتک آپ کسی دشمن کو سیاسی مجبوری کے تحت ووٹ دیتے رہیں گے ؟ آخر کبتک قاتل کے بازو کو مزید قوت فراہم کرنا ہماری زندگی کے لئے ناگزیر سمجھا جاتا رہیگا ؟ آخر کبتک بیس۲۰ کروڑ افراد پر مشتمل ایک امت سیاسی طور پر غلام بنائی رکھی جائے گی ؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی ایسے رویّے کی تشکیل ممکن نہیں جو بیس کروڑ مسلمانوں کی عظیم الشان عددی قوت کو عظمت کی طرف لے جاتی ہو ؟ ملّی پارلیامنٹ میں آپکے بھائی بہن اس سوال کے جواب اثبات میں دیتے ہیں ۔ ان کے پاس ایک نئے خوشگوار مستقبل کا صرف خواب ہی نہیں ، ایک مؤثر لائحہ عمل بھی ہے جو کتاب وسنت کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر بالفرض محال کسی نئے سیاسی رویّے کی تشکیل موجودہ صورت حال میں ممکن نہیں ہے تو آخر مروّجہ سیاسی رویّے کو برقرار رکھنے کی ضرورت بھی کب ہے ۔ کیوں نہ اس سیاسی رویّے کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے جس پر چل کر امت مسلسل زندگی سے دور اور موت سے قریب ہوتی جارہی ہے ۔

برادرانِ اسلام اور دخترانِ ملّت

ملّی پارلیامنٹ دراصل ایک نئے سیاسی رویّے کی تشکیل کے لئے کوشاں ہے ۔ گذشتہ سال اس کے پہلے اجلاس منعقدہ دہلی میں ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم امت کو سیاسی بھول بھلیوں سے نکال کر ایک نئے انقلابی راستے پر گامزن کریں گے ۔ ہم برسہا برس سے اس مسئلے پر خود بھی غور کرتے رہے ہیں ۔ اور دوسرے دردمندانِ ملت کو بھی اس امر پر سنجیدہ غور وفکر کی دعوت دیتے رہے ہیں ۔ الحمدللہ ہماری یہ دعوت اب اجنبی نہیں رہی ملک کے گوشے گوشے میں آپ کے بھائی بہن ایک نئے راستے کی تلاش میں سرگرداں ہیں ۔

الحمدللہ گذشتہ مہینوں میں سیاسی امور کی کمیٹی نے بڑے پیمانے پر مشوروں کی روشنی میں سیاسی بل کا ایک مسودہ تیار کر لیا ہے جسے اب بحث کے لئے عنقریب ملی پارلیامنٹ کے پٹنہ اجلاس میں پیش کیا جانے والا ہے ۔ مذکورہ بل دراصل اس حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے کہ اس ملک میں امت کو ابھی اس کا سیاسی حق ملنا باقی ہے ۔

ذرا غور کیجئے : اسّی کروڑ آبادی والے اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق کوئی بیس۲۰ کروڑ ہے ۔ اب اگر متناسب نمائندگی کا فارمولا بھی اختیار کیا جائے تو ۵۵۴ نشستوں کی پارلیامنٹ میں مسلمانوں کو ۱۱۹ نشستیں ملنی چاہئیں تھی جبکہ اب تک پارلیامنٹ کے اندر مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۴۸ رہی ہے یہ بھی ایک استثنائی تعداد ہے جو ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں دیکھنے کو آئی ۔ اب بھلا جس امت کو مختلف سیاسی پارٹیوں میں بٹنے کے بعد بھی اس کی تعداد کے مطابق نمائندگی مل سکے تو اس کے سیاسی حقوق کی بات کیسے سوچی جاسکتی ہے ۔ جو نظام نیچے سے اوپر تک دجل وفریب پر قائم ہو ، جہاں دانستہ طور پر مسلمانوں کی عددی قوت کو کم کرکے دکھایا جاتا ہو ، جہاں سیاسی حلقوں کی تقسیم اس طرح کی جاتی ہو کہ مسلم ووٹ بے اثر ہو جائیں ، جہاں مسلمانوں کو سیاسی غلام بنائے جانے کی ہر ڈھکی چھپی ترکیب پر نہایت عیاری سے عمل ہو رہا ہو ، بھلا اس نظام میں مسلمانوں کا کوئی سیاسی مستقبل ہو سکتا ہے ؟ آئین نظام کے سارے سیاسی ضابطوں کو جوں کا توں قبول کر لینے اور اس میں اپنے آپ کو فٹ کرتے رہنے کی مسلسل کوشش کا واضح مطلب یہ ہے کہ رہتی دنیا تک امت کو اس کا جائز سیاسی حق ملنا تو کجا اس پر مسلسل گہرائے ہوئے سیاسی غلامی کے سائے سے نجات بھی ممکن نہیں ۔ ضرورت اس بات

کی ہے کہ مروجہ سیاسی نظام کو نئے سرے سے ترتیب دیا جائے۔ انتخاب کے طریقوں میں وہ بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں جو ملک میں ہر چھوٹی بڑی مذہبی اکائی اور تہذیبی گروہ کو اس کا جائز سیاسی حق دلا سکیں۔ سیاسی انصاف کے قیام کی راہ میں جو بھی رکاوٹ ہو خواہ وہ بظاہر کتنی ہی مضبوط کیوں نہ نظر آتی ہو اسے دور کیا جائے اور ظلم و جبر پر قائم اس نظام کو سیاسی انصاف کے راستے پر گامزن کر دیا جائے کہ اس کے بغیر سماجی انصاف کا قیام ممکن نہیں۔

ملی پارلیامنٹ کا پٹنہ اجلاس اس اعتبار سے ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا کہ اس اجلاس میں سیاسی غلامی کو خیرآباد کہکر ایک نئے انقلابی سیاسی رویّے کی بناء ڈالی جائے گی یہ باشندگان پٹنہ کی خوش بختی ہے کہ ایک ایسا تاریخ ساز اجلاس ان کے شہر میں منعقد ہو رہا ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کے مستقبل کی تعمیر میں ایک اہم رول ادا کرے گا۔

بیس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی غلامی کے مکمل خاتمے کے لئے خوب خوب سوچئے، رات کی تاریکی میں اٹھ کر اللہ سے مدد مانگئے کہ وہ بہترین ترکیبوں کا عطا کرنیوالا ہے۔ اپنے منصوبے کو ایک بڑی ذمہ داری اور اللہ کے حضور جواب دہی کے احساس کے تحت ترتیب دیجئے تاکہ نئے انقلابی منصوبے کی ترتیب و تشکیل میں استفادہ ممکن ہو سکے۔

یاد رکھئے! موجودہ ایام ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی تاریخ میں ایک نازک عبوری مرحلہ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ جب برہمن سامراج کی فتنہ سامانیوں سے تنگ آکر امت ایک نئے سیاسی لائحہ عمل کی تلاش میں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ برہمنوں کے ذریعہ استحصال کے بعد اب دلت اور شودروں کے ذریعہ اس کا استحصال شروع ہو جائے لا قدر اللہ!

دعا کیجئے! ملی پارلیامنٹ کا پٹنہ اجلاس ایک نئی خوشگوار صبح کا نقیب بن سکے۔ آمین

ضروری گذارش :- قارئین حضرات امت مسلمہ کے گاڑھے کمائی کا سرمایہ اس میں صرف ہوا ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مطالعہ کے لئے فراہم کریں۔

مرکزی دفتر

ملّی پارلیامنٹ دارالامہ

۴/۷۶۱۱ نیو سرسید نگر پوسٹ بکس نمبر ۷۷ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

فون (۰۵۷۱) ۴۰۰۱۸۲

MILLI PARLIAMENT
DARUL UMMAH 4/1176-D NI.
NEW SIR SYED NAGAR P.O. BOX No 77 ALIGARH
Ph (0571) 400182

صوبائی دفتر کا پتہ

ڈاکٹر محمد اختر حسین (انچارج صوبائی اجلاس)

منیر شریف، پٹنہ ۸۰۱۱۰۸

Dr. MD. AKHTAR HUSSAIN
At. & P.O MANER
Distt. PATNA 801108

علاج کیلئے ملیں :- اوقات منیر شریف میں صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر، اور شام ۴ بجے سے ۸ بجے شب۔